Physical Education, Health and Social Sciences

https://journal-of-social-education.org E-ISSN: 2958-5996

P-ISSN: 2958-5988

علوم القرآن کی تشکیل و ارتقا: تیسری صدی ہجری سے عہدِ جدید تک روایت، درایت اور علمی درجہ بندی کا باہمی تعلق

The Formation and Development of ‘Ulum al-Qur’an: The Interplay of Transmission, Reasoned Analysis, and Scholarly Classification from the Third Century AH to the Modern Period

Dr. Waleed Khan[1], Mohsin Ali[2], Dr. Muhammed Abid Nadeem[3]

[1] Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies, GC Woman university Sialkot. Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com
[2] PhD scholar NCBA &E. Email: mohsinalihayat335544@gmail.com
[3] Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore. Email: muhammadabid36@hotmail.com, dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

DOI: https://doi.org/10.63163/jpehss.v3i3.1751

Abstract

This study examines the formation and development of ‘ulum al-Qur’an as a scholarly field from the third century AH (ninth century CE) to the modern period, and argues that the discipline emerged through the sustained interplay of three epistemic operations: transmission (riwayah), reasoned analysis (dirayah), and scholarly classification (tasnif). Employing a historical-analytical and comparative methodology organised as thesis, evidence, counter-argument, and synthesis, the article first clarifies the expression ‘ulum al-Qur’an and traces its antecedents in the Qur’an’s self-description, the Prophetic practice of recitation and review, the Companions’ collection of the text, and the exegetical circles of the Successors. It then contends that the third century AH constitutes the threshold of codification, when scattered reports were gathered into thematic monographs by scholars such as Abu ‘Ubayd al-Qasim b. Sallam, ‘Ali b. al-Madini, al-Bukhari, and Ibn Qutayba, while philological and polemical pressures introduced the first systematic reasoning about the text. The fourth to seventh centuries are shown to be the age of specialisation, in which qira’at, abrogation, occasions of revelation, and inimitability became independent fields. The eighth to tenth centuries, represented by Ibn Taymiyya, al-Zarkashi, al-Bulqini, and al-Suyuti, are analysed as the period of encyclopaedic classification, in which the number and sequence of the sciences were deliberately theorised. Turning to the modern era, the study evaluates the challenge of historical-critical scholarship, the reformist projects of Shah Waliullah, Muhammad ‘Abduh, Fazlur Rahman, and Nasr Hamid Abu Zayd, and the textbook consolidation achieved by al-Zurqani, Subhi al-Salih, and Manna‘ al-Qattan. The article concludes that transmission supplies the material, reasoned analysis supplies the criteria, and classification supplies the architecture of the field, and that its future vitality depends on keeping these three in productive tension rather than allowing any one to dominate. Practical recommendations for curriculum design and research methodology are offered.

Keywords: Ulum al-Qur'an, Riwayah and Dirayah, Classification of Sciences (Tasnif), al-Zarkashi and al-Suyuti, Modern Qur'anic Studies

تعارف

علومِ قرآن کی تاریخ محض تصانیف کی فہرست نہیں بلکہ اس فکری عمل کی روداد ہے جس کے ذریعے امتِ مسلمہ نے وحیِ الٰہی کے نزول، حفظ، کتابت، قراءت، تفہیم اور دفاع سے متعلق اپنے اجتماعی تجربے کو منظم علمی صورت عطا کی۔ قرآنِ کریم نے خود کو ذکر، بیان اور تدبر کا موضوع بنایا، اور یہی قرآنی خود شناسی ان فنون کی اصل ٹھہری جنہیں بعد ازاں ‘‘علوم القرآن’’ کے جامع عنوان کے تحت مجتمع کیا گیا۔[1]

اس موضوع کا بنیادی علمی اشکال یہ ہے کہ علوم القرآن کی تاریخ کو عموماً دو انتہاؤں کے درمیان بیان کیا جاتا ہے۔ ایک رویہ اسے مسلسل اور بے شگاف روایتی ارتقا قرار دیتا ہے جس میں ہر دور کی تصنیف سابقہ تصنیف کا محض اضافہ ہے؛ دوسرا استشراقی تنقیدی رویہ اسے متاخر عہد کی ایک ایسی تشکیل سمجھتا ہے جس نے ابتدائی مواد کو بعد کے عقائدی و فقہی تقاضوں کے مطابق ازسرِ نو مرتب کیا۔[32] یہ دونوں زاویے اس داخلی حرکیات کو پوری طرح گرفت میں نہیں لیتے جو روایت (Transmission)، درایت (Reasoned Analysis) اور درجہ بندی (Classification) کے باہمی تعامل سے پیدا ہوئی۔

مقالے کا مرکزی مقدمہ (Thesis) یہ ہے کہ علوم القرآن کسی ایک مرحلے میں مکمل صورت میں نمودار نہیں ہوئے۔ تیسری صدی ہجری میں روایت کی تدوینی سرگرمی نے ان کے لیے خام مواد فراہم کیا؛ چوتھی تا ساتویں صدی میں درایت نے ہر مبحث کو مستقل فن کی شکل دی؛ آٹھویں تا دسویں صدی میں درجہ بندی کے عمل نے انہیں ایک جامع نظامِ علوم میں ڈھالا؛ اور عہدِ جدید میں یہی تینوں عناصر نئے فکری چیلنجوں کے تحت ازسرِ نو متوازن کیے جا رہے ہیں۔ اس دعوے کی جانچ کے لیے تین سوالات قائم کیے گئے ہیں: اول، تیسری صدی کو تدوین کا نقطۂ آغاز کیوں قرار دیا جاتا ہے؟ دوم، روایت اور درایت کا توازن مختلف ادوار میں کس طرح بدلتا رہا؟ سوم، کیا درجہ بندی محض تنظیمی سہولت ہے یا اس نے علم کی حدود اور تعریف کو بھی متعین کیا؟

منہجِ تحقیق تاریخی، تجزیاتی اور تقابلی ہے، اور استدلال کی ترتیب مقدمہ، شواہد، اعتراض اور ترکیب پر قائم رکھی گئی ہے۔ سابقہ علمی سرمایے میں زرقانی، صبحی صالح اور مناع القطان کی تصانیف بنیادی تعارفی حیثیت رکھتی ہیں، جب کہ تقی عثمانی کی علوم القرآن مسلم روایت کا دفاعی و توضیحی بیان ہے۔[54] دوسری جانب نولدکے، جیفری، برٹن اور موتسکی کی تحریریں قرآنی متن کی تاریخ کو تنقیدی زاویے سے دیکھتی ہیں، اور نصر حامد ابو زید اور فضل الرحمٰن نے علوم القرآن کے تصورِ متن اور منہجِ فہم پر بنیادی سوالات اٹھائے۔[876] تاہم روایت، درایت اور درجہ بندی کو ایک مربوط تعاملی ڈھانچے کے طور پر پڑھنے کی کاوش کم ملتی ہے؛ یہی خلا زیرِ نظر مقالے کا محرک ہے۔

---

[1] Daniel A. Madigan, The Qur'an's Self-Image: Writing and Authority in Islam's Scripture (Princeton: Princeton University Press, 2001).

[2] محمد عبد العظیم زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، 2 جلدیں (قاہرہ: مطبعہ عیسیٰ البابی الحلبی، س ن)، جلد 1، تاریخِ علوم القرآن کی تمہید۔

[3] John Wansbrough, Quranic Studies: Sources and Methods of Scriptural Interpretation (Oxford: Oxford University Press, 1977).

[4] صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن (بیروت: دار العلم للملایین، 1977ء)۔ مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن (ریاض: مکتبۃ المعارف، 2000ء)۔

[5] Muhammad Taqi Usmani, An Approach to the Qur'anic Sciences, trans. Muhammad Swaleh Siddiqui, rev. Shaakir Siddiq Jakhurah (Karachi: Darul Ishaat, 2016), Part 1.

[6] Theodor Nöldeke et al., The History of the Qur'ān, ed. and trans. Wolfgang H. Behn (Leiden: Brill, 2013). John Burton, The Collection of the Qur'ān (Cambridge: Cambridge University Press, 1977). Harald Motzki, “The Collection of the Qur'ān: A Reconsideration of Western Views in Light of Recent Methodological Developments,” Der Islam 78, no. 1 (2001): 1–34.

[7] نصر حامد ابو زید، مفہوم النص: دراسۃ فی علوم القرآن (قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990ء)۔

[8] Fazlur Rahman, Major Themes of the Qur'an (Minneapolis: Bibliotheca Islamica, 1980).

علوم القرآن: مفہوم، اصطلاح اور تصورِ علم

لغوی اعتبار سے "علوم القرآن" ایک اضافی ترکیب ہے جس کے دو معنوی مدارج ہیں۔ پہلے مفہوم میں اس سے وہ تمام علوم مراد لیے جاتے ہیں جو قرآن سے متعلق ہوں، خواہ وہ تفسیر ہو، فقہ ہو، کلام ہو یا لغت؛ دوسرے مفہوم میں یہ ایک مدوَّن فن کا لقب ہے جس میں نزول، ترتیب، جمع، کتابت، قراءت، تفسیر، اعجاز، ناسخ و منسوخ اور شبہات کے ازالے جیسے مباحث شامل ہیں۔ زرقانی نے اسی دوسرے مفہوم کو اصطلاحی تعریف کی بنیاد بنایا ہے۔[9] اس فرق کی اہمیت یہ ہے کہ پہلا مفہوم وسعت کے باعث کسی منضبط علم کی حدود متعین نہیں کر پاتا، جب کہ دوسرا مفہوم ایک تاریخی عمل کا نتیجہ ہے جس کی تشکیل کا مطالعہ زیرِ نظر مقالے کا موضوع ہے۔

اصطلاح کی تاریخ کے ضمن میں سیوطی کی تصریحات اور ان پر مبنی زرقانی کی تاریخی تمہید بتاتی ہے کہ "علوم القرآن" کے عنوان سے مستقل تصانیف کا سراغ ابن المرزبان (م 309ھ) کی الحاوی فی علوم القرآن اور علی بن ابراہیم الحوفی (م 430ھ) کی البرہان فی علوم القرآن جیسی کتب میں ملتا ہے، جن کا بڑا حصہ بعد کے ادوار میں ناپید ہو گیا۔[10] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لقب کی تشکیل مضامین کی تدوین کے بعد ہوئی، یعنی پہلے مباحث الگ الگ تصانیف میں پروان چڑھے اور بعد میں انہیں ایک عنوان کے تحت یکجا کیا گیا۔

ابن خلدون نے علوم کی جو تقسیم نقلی (روایتی) اور عقلی علوم کی صورت میں کی، وہ اس بحث میں تصوراتی کلید فراہم کرتی ہے۔ ان کے نزدیک تفسیر نقلی علوم میں شامل ہے اور اس کی ایک قسم وہ ہے جو ناسخ و منسوخ اور اسبابِ نزول جیسی منقول معلومات پر مبنی ہے، جب کہ دوسری قسم لغت، اعراب اور بلاغت کے علم سے ماخوذ ہے۔[11] یہی ثنائیت ہمارے تجزیاتی ڈھانچے کی اساس ہے: روایت سے مراد سند، سماع اور نقل پر مبنی معرفت ہے، درایت سے مراد فہم، استدلال، لسانی تحلیل اور تنقیدی ترجیح ہے، اور درجہ بندی (تصنیف) سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعے علمی مباحث کو ابواب، انواع اور ترتیب میں منظم کیا جاتا ہے۔

تصنیف و تقسیم کی بنیاد خود قرآن میں موجود ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں آیات کی داخلی تقسیم یوں بیان ہوئی، ﴿هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ (وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی؛ اس میں کچھ آیات محکم ہیں جو کتاب کی اصل ہیں اور کچھ متشابہ)۔[12] یہ تقسیم اس امر کی شہادت ہے کہ قرآن کے فہم میں درجہ بندی کا اصول ابتدا ہی سے موجود تھا۔

عہدِ نبوی تا دوسری صدی: روایتی بنیادیں

قرآنِ کریم نے اپنے بارے میں جو بنیادی اصول بیان کیے وہی علومِ قرآن کی ابتدائی بنیاد ہیں۔ جمع و قراءت اور بیان کی الٰہی ضمانت یوں مذکور ہے، ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (بے شک اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے؛ پھر جب ہم اسے پڑھ لیں تو آپ اس کی قراءت کی پیروی کریں؛ پھر اس کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے)۔[13] اسی طرح منصبِ نبوت کی تفسیری جہت یوں واضح کی گئی، ﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ واضح کریں جو ان کی طرف اتارا گیا)۔[14] ان آیات سے نزول، جمع، قراءت اور بیان کے وہ چار محور نکلتے ہیں جن پر بعد کے علوم کی عمارت اٹھائی گئی۔

---

[9] زرقانی، مناہل العرفان، جلد 1، تعریفِ علوم القرآن۔

[10] جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، 4 جلدیں (قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1974ء)، جلد 1، مقدمہ۔ زرقانی، مناہل العرفان، جلد 1، تاریخِ تدوین۔

[11] Ibn Khaldun, The Muqaddimah: An Introduction to History, trans. Franz Rosenthal, 3 vols., Bollingen Series 43 (New York: Pantheon Books, 1958), vol. 2, chap. 6, on the Qur'anic sciences of interpretation and reading.

[12] القرآن الکریم، سورۃ آل عمران 3:7۔ تفسیر کے لیے دیکھیے: محمد بن جریر طبری، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی (قاہرہ: ہجر، 2001ء)، ذیل آیت 3:7۔ فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ)، ذیل آیت 3:7۔

[13] القرآن الکریم، سورۃ القیامہ 75:17–19۔ تفسیر کے لیے دیکھیے: طبری، جامع البیان، ذیل آیات 75:17–19۔

[14] القرآن الکریم، سورۃ النحل 16:44۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق: سامی بن محمد سلامہ (ریاض: دار طیبہ، 1999ء)، ذیل آیت 16:44۔

تدریجِ نزول اور ترتیلِ قراءت کی قرآنی بنیاد سورۂ بنی اسرائیل میں ملتی ہے، ﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا﴾ (اور ہم نے قرآن کو جدا جدا کر کے اتارا تاکہ آپ اسے ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو سنائیں)۔[15] اس تدریج ہی سے مکی و مدنی، اسبابِ نزول اور ناسخ و منسوخ جیسے مباحث وجود میں آئے۔ ادھر تدبر کی دعوت، ﴿أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر تالے پڑے ہیں)،[16] نے وہ اساس مہیا کی جس پر درایت کی عمارت کھڑی ہوئی۔

عہدِ نبوی میں وحی کی کتابت، حفظ اور سالانہ دور کا اہتمام موجود تھا، اور صحیح بخاری میں جبریلِ امین کے ساتھ قرآن کے دور کا مستقل باب قائم کیا گیا ہے۔[17] خلفائے راشدین کے عہد میں جمعِ قرآن کے دو مراحل نمایاں ہوئے: حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں زید بن ثابتؓ کے ذریعے صحف کی تدوین اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں مصاحف کی یکسانیت۔[18] ساتھ ہی سات احرف پر نزولِ قرآن کی روایات، جن میں حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیمؓ کا واقعہ معروف ہے، قراءات کے علم کا نقطۂ آغاز بنیں۔[19] جمعِ قرآن کی تاریخی تعبیر میں مسلم روایت اور مغربی تحقیق کے مابین نمایاں اختلاف ہے: شوالی نے اس کی تفصیل قدیم روایات کی تنقید کے ساتھ پیش کی، برٹن نے ‘جمعِ عثمانی’ کو متاخر فقہی ضرورت کی پیداوار قرار دیا، جب کہ موتسکی نے سندی و متنی تجزیے سے ابتدائی روایات کی تاریخی قدر کو تقویت دی اور اعظمی نے مسلم موقف کی تائید میں شواہد جمع کیے۔[2120]

تابعین کے دور میں تفسیر کے تین بڑے علمی مراکز قائم ہوئے: مکہ میں ابن عباسؓ کے شاگرد مجاہد، عطاء، عکرمہ اور سعید بن جبیر، مدینہ میں ابی بن کعبؓ کے حلقے سے وابستہ زید بن اسلم اور ابوالعالیہ، اور عراق میں ابن مسعودؓ کے تلامذہ علقمہ، مسروق اور قتادہ۔[22] اس مرحلے کی غالب خصوصیت روایت ہے، یعنی شاگرد سے شاگرد تک زبانی و جزوی تحریری انتقال، اگرچہ ابن عباسؓ جیسے مفسرین کا ترجمان القرآن کہلانا لغوی ذوق اور اجتہادی فہم کی موجودگی کا بھی پتا دیتا ہے۔

تیسری صدی ہجری: تدوین کی دہلیز

تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) کو علومِ قرآن کی تدوین کا نقطۂ آغاز قرار دینے کے لیے تین تاریخی عوامل کا اجتماع ناگزیر تھا۔ اول، زبانی روایت کے غلبے سے تحریری تصنیف کی طرف انتقال، جس کا مطالعہ شولر اور سزگین کی تحقیقات میں تفصیل سے ملتا ہے؛ دوم، علومِ حدیث کی تدوین نے ایسی تنظیمی مثال پیش کی جس کی تقلید دیگر علوم میں ممکن ہوئی؛ سوم، لسانی، کلامی اور اعجازی مباحث کا وہ دباؤ جو محنۂ خلقِ قرآن (234–218ھ) اور فلسفیانہ و لسانی اعتراضات کے نتیجے میں پیدا ہوا۔[2423]

---

[15] القرآن الکریم، سورۃ الاسراء 17:106۔ طبری، جامع البیان، ذیل آیت 17:106۔

[16] القرآن الکریم، سورۃ محمد 47:24۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ذیل آیت 47:24۔

[17] محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی ﷺ۔

[18] بخاری، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث 4986 و 4987۔

[19] بخاری، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن علی سبعۃ أحرف، حدیث 4992۔

[20] Nöldeke et al., History of the Qur'ān. Burton, Collection. Motzki, “Collection of the Qur'ān”, esp. 1–34. Muhammad Mustafa al-A'zami, The History of the Qur'anic Text from Revelation to Compilation: A Comparative Study with the Old and New Testaments (Leicester: UK Islamic Academy, 2003).

[21] Usmani, Approach to the Qur'anic Sciences, pt. 1, “History of the Preservation of the Qur’an”.

[22] سیوطی، الاتقان، جلد 4، نوع 80، طبقاتِ مفسرین۔ محمد حسین ذہبی، التفسیر والمفسرون، 3 جلدیں (قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 2000ء)، جلد 1، طبقاتِ صحابہ و تابعین۔

[23] Gregor Schoeler, The Oral and the Written in Early Islam, trans. Uwe Vagelpohl, ed. James E. Montgomery (London: Routledge, 2006). Fuat Sezgin, Geschichte des arabischen Schrifttums, vol. 1, Qur'ānwissenschaften, Ḥadīṯ, Geschichte, Fiqh, Dogmatik, Mystik bis ca. 430 H. (Leiden: Brill, 1967).

[24] بدر الدین زرکشی، البرہان فی علوم القرآن، تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم، 4 جلدیں (قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1957ء)، جلد 1، مقدمہ۔

مندرجہ ذیل جدول تیسری صدی اور اس کے فوری بعد کی نمائندہ تصانیف کا تاریخی خاکہ پیش کرتا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ تدوین کا عمل لغت، حدیث، قراءت اور دفاعی کلام کے مختلف سرچشموں سے بیک وقت جاری تھا۔[2625]

عالم (سنہ وفات)	نمایاں تصنیف	علمی کردار
فراء (م 207ھ)	معانی القرآن	نحوی تحلیل اور قراءات کا لسانی استدلال
ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ (م 209ھ)	مجاز القرآن	قرآنی اسلوب کی لغوی توضیح؛ درایت کا ابتدائی نمونہ
ابو عبید قاسم بن سلام (م 224ھ)	فضائل القرآن؛ الناسخ والمنسوخ	جمع، احرف اور قراءات کی روایات کی موضوعاتی تنظیم
علی بن المدینی (م 234ھ)	اسباب النزول	سیوطی کی تصریح کے مطابق اس فن کی اولین مفرد تصنیف
بخاری (م 256ھ)	الجامع الصحیح: کتاب التفسیر، کتاب فضائل القرآن	ابوابی تقسیم کے ذریعے مباحثِ علوم کی صحیح روایات کا انتخاب
ابن قتیبہ (م 276ھ)	تاویل مشکل القرآن	اعتراضات کا لسانی و بلاغی جواب؛ دفاعی درایت
ترمذی (م 279ھ)	الجامع: ابواب القراءات و التفسیر	قراءات اور تفسیر کی مسند ابواب بندی
طبری (م 310ھ)؛ ابن ابی داؤد (م 316ھ)؛ ابن مجاہد (م 324ھ)	جامع البیان؛ کتاب المصاحف؛ کتاب السبعۃ	تیسری صدی کے ثمرات کی تکمیل؛ منہجِ تفسیر، تاریخِ مصاحف اور قراءات کی تحدید

جدول 1: تیسری صدی ہجری اور اس کے فوری بعد علومِ قرآن کی تدوین کا تاریخی خاکہ (مصنف کی اپنی تدوین)

ابو عبید قاسم بن سلام کی فضائل القرآن اس مرحلے کی نمائندہ مثال ہے، کیونکہ فضائل کے عنوان کے تحت اس میں جمعِ قرآن، احرف، قراءات اور نزول سے متعلق روایات بھی مدوَّن ہیں۔[27] امام بخاری کی صحیح میں کتاب فضائل القرآن اسی تدوینی رجحان کا ثمر ہے جہاں نزولِ وحی، جمعِ قرآن، کاتبینِ وحی اور سات احرف جیسے موضوعات الگ ابواب میں رکھے گئے۔[28] یہاں درجہ بندی ابھی صریح علمی تقسیم نہیں بلکہ ابوابی تنظیم ہے، لیکن اسی تنظیم نے آنے والی انواع بندی کے لیے راستہ ہموار کیا۔

دوسری جانب ابن قتیبہ کی تاویل مشکل القرآن میں روایت سے آگے بڑھ کر لسانی و بلاغی تجزیے کی وہ صورت نظر آتی ہے جو درایت کی طرف پہلا واضح قدم ہے، کیونکہ یہ تصنیف ان اعتراضات

[25] Claude Gilliot, “Exegesis of the Qur'ān: Classical and Medieval,” in Encyclopaedia of the Qur'ān, ed. Jane Dammen McAuliffe (Leiden: Brill, 2002), 2:99–124.

[26] ابو زکریا فراء، معانی القرآن، تحقیق: احمد یوسف نجاتی و دیگر (قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1955–1972ء)۔ ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ، مجاز القرآن، تحقیق: فواد سزگین (قاہرہ: مکتبہ الخانجی، 1962–1954ء)۔

[27] ابو عبید قاسم بن سلام، فضائل القرآن، تحقیق: مروان العطیہ و دیگر (دمشق: دار ابن کثیر، 1995ء)۔

[28] بخاری، صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن۔

کے جواب میں لکھی گئی جو قرآن کے اسلوب اور بظاہر تعارض پر وارد کیے جاتے تھے۔[29] اسی دور میں طبری نے اپنے مقدمۂ تفسیر میں ابن عباسؓ سے منقول وہ چار جہتیں نقل کیں جن کے مطابق تفسیر کا ایک حصہ اہلِ عرب اپنی زبان سے جانتے ہیں، ایک حصے سے جہالت کا عذر نہیں، ایک حصہ علما جانتے ہیں، اور ایک حصہ صرف اللہ کو معلوم ہے۔[30] یہ تقسیم دراصل روایت اور درایت کے دائرے متعین کرنے کی اولین کوشش ہے۔ اسی طرح شافعی کی الرسالہ میں بیان، ناسخ و منسوخ اور کتاب و سنت کے باہمی تعلق پر اصولی بحث نے ان مباحث کو منہجی ضابطہ عطا کیا؛ ﴿مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا أَوْ مِثْلِهَا﴾ (ہم جو آیت منسوخ کرتے یا بھلا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں) جیسی آیات اسی بحث کی بنیاد تھیں۔[31]

اس دعوے پر ایک بنیادی اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ تیسری صدی میں علومِ قرآن بطور فن موجود ہی نہ تھے اور موجود تصانیف کی نسبتیں بعد کے عہد کی تشکیل ہیں۔ وانزبرو اور ہربرٹ برگ کی تحقیقات اسی شک کی نمائندہ ہیں، جن کے مطابق ابن عباسؓ جیسے ابتدائی مفسرین سے منسوب روایات کی تاریخی صحت مشتبہ ہے۔[32] اس کا جواب یہ ہے کہ سزگین اور شولر کے مطالعات ابتدائی تحریری ذخائر اور تدریسی تحریری تسلسل کی نشان دہی کرتے ہیں، اور موتسکی کا سندی-متنی تجزیہ متعدد روایات کی قدامت کو ثابت کرتا ہے؛ لہٰذا زیادہ معقول نتیجہ یہ ہے کہ تیسری صدی میں علوم القرآن ایک "قبل از فن" (proto-discipline) کی حالت میں تھے، یعنی مستقل مباحث کی مفرد تصانیف موجود تھیں مگر انہیں ایک جامع علم کے طور پر منظم نہیں کیا گیا تھا۔[33]

چوتھی تا ساتویں صدی ہجری: تخصص اور مستقل فنون کا ظہور

چوتھی صدی کے بعد علومِ قرآن کا ہر شعبہ ایک الگ فن کی صورت اختیار کرنے لگا۔ قراءات میں ابن مجاہد نے سات قراء کی تحدید کر کے ایک ضابطہ مقرر کیا اور بعد ازاں ابو عمرو الدانی کی التیسیر نے اس روایت کو مستحکم تدریسی صورت دی۔[34] اسبابِ نزول میں واحدی کی تصنیف اس فن کی معروف کلاسیکی دستاویز بنی، جب کہ جدید تحقیق نے اس صنف کی اصطلاحی و ببلیوگرافک تاریخ پر نئے سوالات اٹھائے ہیں۔[3635] اعجازِ قرآن میں باقلانی نے نظمِ کلام اور اسلوب کی بنیاد پر اس بحث کو ایک مستقل علمی صورت دی۔[37]

اسی دور میں درایت کا دائرہ وسیع ہوا۔ غزالی نے جواہر القرآن میں قرآنی مضامین کو اصل مقاصد (معرفتِ الٰہی، صراطِ مستقیم اور آخرت) اور ان کے تابع علوم میں تقسیم کیا، جو مضمون پر مبنی درجہ بندی کی ایک اہم مثال ہے؛ یہ فنی انواع کی تقسیم سے مختلف اصولِ ترتیب ہے۔[38] فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں کلامی و عقلی استدلال کو مرکزی حیثیت دی۔[39]

مندرجہ ذیل جدول روایت، درایت اور درجہ بندی کے تین بنیادی علمی عناصر کا تقابلی خاکہ پیش کرتا ہے۔

---

[29] ابن قتیبہ، تاویل مشکل القرآن، تحقیق: احمد صقر (قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1954ء)۔

[30] طبری، جامع البیان، مقدمہ، ابن عباسؓ سے مروی تفسیر کی چار جہات۔

[31] محمد بن ادریس شافعی، الرسالہ، تحقیق: احمد محمد شاکر (قاہرہ: مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، 1940ء)، باب الناسخ والمنسوخ۔ القرآن الکریم، سورۃ البقرہ 2:106۔ طبری، جامع البیان، ذیل آیت 2:106۔

[32] Wansbrough, Quranic Studies. Herbert Berg, The Development of Exegesis in Early Islam: The Authenticity of Muslim Literature from the Formative Period (Richmond: Curzon, 2000).

[33] Sezgin, Geschichte, vol. 1. Schoeler, Oral and the Written. Motzki, "Collection of the Qur'ān".

[34] ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، تحقیق: شوقی ضیف (قاہرہ: دار المعارف، 1972ء)۔ ابو عمرو الدانی، التیسیر فی القراءات السبع، تحقیق: اوتو پریتزل (استنبول: مطبعۃ الدولۃ، 1930ء)۔

[35] ابو الحسن واحدی، اسباب النزول، تحقیق: عصام بن عبد المحسن الحمیدان (دمام: دار الاصلاح، 1992ء)۔

[36] Andrew Rippin, "The Exegetical Genre asbab al-nuzul: A Bibliographical and Terminological Survey," Bulletin of the School of Oriental and African Studies 48, no. 1 (1985): 1–15.

[37] ابوبکر باقلانی، اعجاز القرآن، تحقیق: سید احمد صقر (قاہرہ: دار المعارف، 1963ء)۔

[38] Abu Hamid al-Ghazali, The Jewels of the Qur'an: Al-Ghazali's Theory, trans. Muhammad Abul Quasem (Kuala Lumpur: University of Malaya Press, 1977).

[39] رازی، مفاتیح الغیب، مقدمۂ تفسیر۔

پہلو	روایت (Transmission)	درایت (Reasoned (Analysis	درجہ بندی (Classification)
بنیادی مفہوم	سند و سماع کے ذریعے منقول معرفت	فہم، لسانی تحلیل اور استدلالی ترجیح	مباحث کی انواع، ابواب اور ترتیب میں تنظیم
نمایاں آلہ	اسناد، جرح و تعدیل، طبقات	لغت، نحو، بلاغت، اصولِ فقہ، کلام	فہرستِ انواع، تعریف، حدود اور تدریجی ترتیب
نمائندہ تصانیف	فضائل القرآن، صحیح بخاری، کتاب المصاحف	تاویل مشکل القرآن، مفاتیح الغیب	البرہان، التحبیر، الاتقان
علمی ثمرہ	مواد کا تحفظ اور استناد	معنی کی توسیع اور اعتراضات کا جواب	علم کی حدود کا تعین اور تدریس کی سہولت
ممکنہ خطرہ	اسرائیلیات اور ضعیف روایات کا غلبہ	ذاتی رائے اور تفسیر بالرائے کا اندیشہ	علم کا جامد ہو جانا اور فہم کی تجزیہ پسندی

جدول 2: روایت، درایت اور درجہ بندی کا تقابلی جائزہ (مصنف کی اپنی تدوین)

درایت کی توسیع کے ساتھ تفسیر بالرائے کے جواز و عدمِ جواز کا مسئلہ بھی نمایاں ہوا۔ ترمذی میں مروی وہ وعید جو علم کے بغیر یا محض رائے سے قرآن میں کلام کرنے والے کے لیے آئی ہے، اس بحث کی بنیادی نص رہی، اور علما نے اس کی تاویل یوں کی کہ ممنوع رائے وہ ہے جو لغت، سنت اور قواعدِ فہم کے بغیر ہو، جب کہ علمی اجتہاد مطلوب ہے۔[40] اس طرح درایت نے روایت کے مقابل کوئی متبادل نہیں بلکہ اس کی نگران اور تکمیل کنندہ کا کردار اختیار کیا۔

آٹھویں تا دسویں صدی ہجری: جامعیت اور درجہ بندی

آٹھویں صدی میں ابن تیمیہ نے مقدمہ فی اصول التفسیر میں تفسیر کے طرق کی ترتیب یوں قائم کی کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے، پھر سنت سے، پھر اقوالِ صحابہ و تابعین سے کی جائے، اور اختلافِ تنوع اور اختلافِ تضاد کا فرق واضح کیا۔[41] یہ روایت کے اس مرتبے کی نظری تقنین ہے جسے ایک اصولی ڈھانچے میں ڈھالا گیا۔ اسی صدی میں شاطبی نے الموافقات میں مقاصدِ شریعت کی روشنی میں قرآن کے کلیات اور جزئیات کے باہمی تعلق پر بحث کر کے درایت کو اصولی سطح پر منظم کیا۔[42]

اسی تدریجی ارتقا کا نقطۂ عروج بدر الدین زرکشی (م 794ھ) کی البرہان فی علوم القرآن ہے، جس میں سینتالیس انواع کو منظم صورت میں بیان کیا گیا۔[43] قرینِ قیاس ہے کہ علومِ حدیث کی منظم تدوین نے علومِ قرآن کی جامع تدوین کے لیے تنظیمی نمونہ فراہم کیا۔ ان کے بعد سراج الدین بلقینی (م 824ھ) نے مواقع العلوم من مواقع النجوم میں، سیوطی کی روایت کے مطابق، پچاس انواع شمار کیں، اور سیوطی نے اپنی ابتدائی کاوش التحبیر فی علم التفسیر میں ایک سو دو انواع کا ذکر کیا۔[44] سیوطی خود بیان کرتے

[40] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع الترمذی، تحقیق: بشار عواد معروف (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1996ء)، ابواب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الذی یفسر القرآن برایہ، حدیث 2951–2950۔ طبری، جامع البیان، مقدمہ۔

[41] ابن تیمیہ، مقدمہ فی اصول التفسیر، تحقیق: عدنان زرزور (بیروت: دار القرآن الکریم، 1972ء)، فصل: أحسن طرق التفسیر۔

[42] ابو اسحاق شاطبی، الموافقات فی اصول الشریعہ، تحقیق: مشہور حسن آل سلمان (الخبر: دار ابن عفان، 1997ء)، جلد 1، کتاب المقاصد۔

[43] زرکشی، البرہان، جلد 1، مقدمہ۔

[44] سیوطی، الاتقان، جلد 1، مقدمہ۔ جلال الدین سیوطی، التحبیر فی علم التفسیر، تحقیق: فتحی عبد القادر فرید (ریاض: دار العلوم، 1982ء)۔

ہیں کہ البرہان کے مطالعے کے بعد انہیں اپنی ابتدائی کاوش ناقص محسوس ہوئی تو انہوں نے الاتقان تحریر کی۔[45]

سیوطی کی الاتقان (جس میں اسی انواع ہیں) اس سلسلے کی منتہا ہے۔ اس کا امتیاز محض تعدادِ انواع میں نہیں بلکہ اصولِ ترتیب میں ہے، کیونکہ ابتدا نزول کے مباحث، مثلاً مکی و مدنی (نوع 1) اور اسبابِ نزول (نوع 9) سے ہوتی ہے، پھر سند، ادا اور قراءات، پھر الفاظ اور معانی کے مباحث آتے ہیں، اور اختتام (نوع 80) مفسرین کے طبقات پر ہوتا ہے۔[46] یوں "نزول سے مفسر تک" کی ترتیب اس تصور کو مجسم کرتی ہے کہ علوم القرآن کا فطری تسلسل وحی کے ورود سے فہمِ وحی کی تاریخ تک جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل جدول ان نمائندہ تصانیف کے اصولِ تقسیم کا تقابل پیش کرتا ہے۔

مصنف و تصنیف	تعدادِ انواع / اصولِ ترتیب	امتیازی خصوصیت
بلقینی (م 824ھ): مواقع العلوم	پچاس انواع (بروایتِ سیوطی)	التحبیر اور الاتقان کا براہِ راست مأخذ
زرکشی (م 794ھ): البرہان	سینتالیس انواع	اولین جامع و منظم تصنیف؛ انواع کی نظری شیرازہ بندی
سیوطی (م 911ھ): التحبیر	ایک سو دو انواع	تفصیلی انواع بندی؛ البرہان کی روشنی میں نظرِ ثانی
سیوطی: الاتقان	اسی انواع؛ نزول، سند، ادا، الفاظ، معانی، مفسرین	جامعیت اور مربوط ترتیب؛ البرہان کی تنظیمِ نو
زرقانی (م 1367ھ): مناہل العرفان	موضوعاتی مباحث؛ تدریسی اسلوب	جدید نصابی ساخت اور شبہات کا ازالہ
صبحی صالح، مناع القطان	جدید جامعاتی مباحث	تعارفی و درسی ترتیب؛ تاریخ اور فکری مسائل کی یکجائی

جدول 3: علومِ قرآن کی کلاسیکی و جدید درجہ بندیوں کا تقابلی جائزہ (مصنف کی اپنی تدوین)

اس مرحلے پر ایک بنیادی اعتراض یہ ہے کہ آیا یہ تصانیف کسی منضبط "علم" کی تشکیل کرتی ہیں یا محض معلومات کا انبار جمع کرتی ہیں۔ جدید ناقدین کے نزدیک ان کتب نے قرآن سے متعلق معلومات تو جمع کر دیں مگر انہیں تفسیر کے منہج کی حیثیت سے مربوط نہ کر سکیں۔ فضل الرحمٰن نے بھی روایتی تفسیری ادب میں قرآن کی داخلی وحدت اور عالمی نقطۂ نظر کے فقدان پر تنقید کی۔[47] اس کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہر قدیم انواع بندی کی وسعت خود اس کی کشادگی کی دلیل ہے، کیونکہ زرکشی کی سینتالیس انواع سے سیوطی کی اسی انواع تک اضافہ اسی کشادگی کی شہادت ہے، اور اصولِ فقہ کی تدوین کا تاریخی تجربہ بھی بتاتا ہے کہ نظری شیرازہ بندی عموماً صدیوں پر پھیلی ہوتی ہے۔[48]

عہدِ جدید: چیلنج، تجدید اور نئی ترکیب

عہدِ جدید میں علومِ قرآن کو تین سمتوں سے چیلنج درپیش ہوا۔ پہلا چیلنج استشراقی تاریخی تنقید کا ہے جس کی بنیاد نولدکے کی تاریخِ قرآن (پہلی اشاعت 1860ء) نے رکھی اور جسے جیفری، وانزبرو

[45] سیوطی، الاتقان، جلد 1، مقدمہ۔

[46] سیوطی، الاتقان، جلد 1، نوع 1 و نوع 9؛ جلد 4، نوع 80۔

[47] Rahman, Major Themes, preface.

[48] Wael B. Hallaq, A History of Islamic Legal Theories: An Introduction to Sunni Usul al-Fiqh (Cambridge: Cambridge University Press, 1997).

اور برٹن نے مختلف جہات سے آگے بڑھایا۔[49] ان تحقیقات نے مصاحف کی تاریخ، قراءات اور ناسخ و منسوخ کی روایات کو تاریخی دستاویزات کے طور پر پرکھا۔ حالیہ تحقیقات، بالخصوص موتسکی اور سیناہی کی کاوشیں، ایک زیادہ متوازن رجحان کی نمائندگی کرتی ہیں جو مسلم ماخذ کو یکسر رد کرنے کے بجائے ان کی تاریخی جانچ کی قائل ہے۔[50]

دوسرا چیلنج داخلی اصلاحی تحریکوں کا ہے۔ جنوبی ایشیا میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے الفوز الکبیر میں علومِ قرآن کی تنظیمِ نو کی کوشش کی اور قرآنی مضامین کو پانچ علوم میں سمیٹا، جب کہ منسوخ آیات کی تعداد کو نہایت محدود کر کے روایت کے بے لگام پھیلاؤ پر درایتی قدغن لگائی۔[51] مصر میں محمد عبدہ اور رشید رضا کی مدرسۂ منار نے تفسیر کو عصری مسائل سے ہم آہنگ کیا، اور امین الخولی نے ادبی منہج کو متعارف کرایا۔[52] برصغیر میں مودودی نے تفہیم القرآن کے مقدمے میں زور دیا کہ قرآن روایتی معنوں میں کتاب نہیں بلکہ ایک دعوتی تحریک کا رہنما ہے، لہٰذا اس کا فہم عملی تجربے کے بغیر مکمل نہیں؛ اور فراہی و اصلاحی کا نظریۂ نظم قرآنی وحدت کو درایت کے مرکز میں لاتا ہے۔[53] علامہ اقبال نے بھی تشکیلِ جدید میں اجتہاد کو اسلامی ڈھانچے کا اصولِ حرکت قرار دیا اور قرآنی فہم کو جامد روایت سے آزاد کر کے زندہ تجربے سے مربوط کرنے کی دعوت دی۔[54]

تیسرا چیلنج ہرمنیوطیقی نظریات کا ہے۔ فضل الرحمٰن نے "دوہری حرکت" (double movement) کا نظریہ پیش کیا جس کے تحت قرآنی نص سے اس کے تاریخی سیاق اور پھر اس سے عصری صورتِ حال کی طرف حرکت ضروری ہے۔[55] عبداللہ سعید نے سیاق پر مبنی تعبیر (contextualist approach) کو منظم کیا، جب کہ نصر حامد ابو زید نے مفہوم النص میں علوم القرآن کو متن کی تاریخی تشکیل کے تناظر میں پڑھنے کی کوشش کی، اگرچہ ان کے بعض نتائج پر شدید علمی اختلاف رہا۔[5756] اس کے مقابل یوسف القرضاوی نے کیف نتعامل مع القرآن العظیم میں مدرسی روایت اور عصری تقاضوں کے درمیان متوازن راہ تجویز کی اور تلاوت، تدبر، فہم اور تطبیق کو یکجا کر کے قرآن کے ساتھ تعامل کا ایک متوازن عملی منہج پیش کیا۔[58]

اسی تنقیدی فضا میں زرقانی کی مناہل العرفان، صبحی صالح کی مباحث فی علوم القرآن اور مناع القطان کی مباحث نے علوم القرآن کو جدید جامعاتی نصاب کی صورت دی۔[59] یہ تصانیف زرکشی و سیوطی کی انواع کو منتخب، مرتب اور مختصر کر کے پیش کرتی ہیں، اور اس کے ساتھ شبہاتِ مستشرقین کے ازالے کا باب بھی شامل کرتی ہیں۔ تقی عثمانی کی علوم القرآن میں بھی نزول، احرف، ناسخ، حفاظتِ قرآن اور تفسیر کے مباحث اسی دفاعی و توضیحی انداز میں مرتب ہیں۔[60] ان تصانیف کا امتیاز یہ ہے کہ یہاں درجہ بندی کا غلبہ ہے جب کہ درایت زیادہ تر دفاعی اور روایت زیادہ تر تاریخی استناد تک محدود رہتی ہے۔

---

[49] Nöldeke et al., History of the Qur'ān. Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Qur'ān: The Old Codices (Leiden: Brill, 1937). Wansbrough, Quranic Studies. Burton, Collection.

[50] Motzki, "Collection of the Qur'ān". Nicolai Sinai, The Qur'an: A Historical-Critical Introduction (Edinburgh: Edinburgh University Press, 2017).

[51] شاہ ولی اللہ دہلوی، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، عربی ترجمہ: سلمان الحسینی الندوی، طبع دوم (قاہرہ: دار الصحوۃ، 1986ء)، باب اول و بحثِ ناسخ و منسوخ۔

[52] J. J. G. Jansen, The Interpretation of the Koran in Modern Egypt (Leiden: Brill, 1974).

[53] Sayyid Abul A'la Maududi, Towards Understanding the Qur'an, trans. and ed. Zafar Ishaq Ansari, vol. 1 (Leicester: Islamic Foundation, 1988), "Introduction". Mustansir Mir, Coherence in the Qur'an: A Study of Islahi's Concept of Nazm in Tadabbur-i Qur'an (Indianapolis: American Trust Publications, 1986).

[54] Muhammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, ed. M. Saeed Sheikh (Stanford: Stanford University Press, 2013), lecture 6, "The Principle of Movement in the Structure of Islam".

[55] Fazlur Rahman, Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition (Chicago: University of Chicago Press, 1982), 5–7.

[56] Abdullah Saeed, Interpreting the Qur'an: Towards a Contemporary Approach (London: Routledge, 2006).

[57] ابو زید، مفہوم النص۔

[58] یوسف القرضاوی، کیف نتعامل مع القرآن العظیم (قاہرہ: دار الشروق، 1999ء)۔

[59] زرقانی، مناہل العرفان۔ صبحی صالح، مباحث۔ مناع القطان، مباحث۔

[60] Usmani, Approach to the Qur'anic Sciences, Part 1 and Part 2.

تقابلی تجزیہ اور نظری ترکیب

گزشتہ مباحث کی روشنی میں اس مقالے کا مجوزہ نظری ڈھانچہ یہ ہے کہ علوم القرآن کی تشکیل تین عناصر کے تعاملی دائرے کا نتیجہ ہے: روایت مواد فراہم کرتی ہے، درایت اس مواد کی جانچ اور معنی خیزی کے معیار مقرر کرتی ہے، اور درجہ بندی انہیں ایک منظم علمی عمارت میں ڈھالتی ہے جو آگے چل کر روایت کے انتخاب اور درایت کے سوالات کو بھی متاثر کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل تصوراتی خاکہ اس تعامل کی وضاحت کرتا ہے۔

روایت (Riwayah) سند، سماع، نقل	◄ انتخاب، جانچ اور معیار ► (تعامل)	درایت (Dirayah) فہم، استدلال، تنقید
▼ خام مواد کی فراہمی	علوم القرآن (مربوط علمی ڈھانچہ)	▼ معیار و اصول کی فراہمی
درجہ بندی (Tasnif): انواع، ابواب اور ترتیب ▲ فیڈ بیک: تنظیم روایت کے انتخاب اور درایت کے سوالات کو متعین کرتی ہے ▲		

تصویر 1: روایت، درایت اور درجہ بندی کا تعاملی تصوراتی خاکہ (مصنف کی اپنی تدوین)

اس ترکیب پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ ایسی تثلیث بعد کی تجزیاتی تشکیل ہے جو قدیم علما کے اپنے تصور میں موجود نہ تھی۔ یہ اعتراض جزوی طور پر درست ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ابن خلدون کی نقلی و عقلی تقسیم، ابن تیمیہ کی طرقِ تفسیر کی ترتیب، اور زرکشی و سیوطی کی انواع بندی میں ان تینوں عناصر کی صریح یا ضمنی موجودگی ثابت ہے؛ زیرِ نظر ترکیب انہی داخلی اشاروں کو ایک تجزیاتی اصطلاح میں منظم کرتی ہے۔[6261]

اس تجزیے سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ہر دور میں خطرہ ایک ہی عنصر کے غلبے سے پیدا ہوا: روایت کے غلبے نے تنقیدی جانچ کو کمزور کیا، درایت کے غلبے نے تفسیر بالرائے کے اندیشے کو جنم دیا، اور درجہ بندی کے غلبے نے علم کو جامد اور تجزیہ پسند بنا دیا۔ عہدِ جدید کا سب سے بڑا علمی تقاضا ان تینوں کے درمیان وہی توازن بحال کرنا ہے جو اس علم کے عروج کے ادوار کی پہچان رہا۔

خلاصہ بحث و سفارشات

تحقیق کے نتائج کا خلاصہ یہ ہے: اول، تیسری صدی ہجری علوم القرآن کے لیے "قبل از فن" مرحلہ ہے جس میں روایت پر مبنی مفرد تصانیف وجود میں آئیں۔ دوم، چوتھی تا ساتویں صدی میں درایت نے ہر مبحث کو مستقل فن کی شکل دی۔ سوم، آٹھویں تا دسویں صدی میں زرکشی اور سیوطی کی انواع بندی نے علم کی حدود اور ترتیب کو متعین کیا۔ چہارم، عہدِ جدید میں استشراقی تنقید، اصلاحی تحریکوں اور ہرمنیوطیقی نظریات نے ان تینوں عناصر کے توازن کو چیلنج کیا اور نئی ترکیب کی ضرورت پیدا کی۔ پنجم، روایت، درایت اور درجہ بندی کا مربوط تعامل ہی اس علم کی زندگی اور ارتقا کی ضمانت ہے۔

سفارشات کے طور پر: (1) جامعاتی نصاب میں علوم القرآن کو محض تعارفی مباحث کے بجائے روایت، درایت اور درجہ بندی کے تجزیاتی ڈھانچے کے ساتھ پڑھایا جائے؛ (2) مخطوطات اور تحقیقی طباعت کی مدد سے ابتدائی مصادر کا تنقیدی مطالعہ فروغ پائے؛ (3) استشراقی تحقیقات سے علمی و منہجی مکالمہ کیا جائے؛ اور (4) انواع بندی کی نئی تدوین میں مقاصدِ قرآن اور سیاق کی بنیاد پر درجہ بندی کے امکانات کا جائزہ لیا جائے۔

---

[61] Ibn Khaldun, Muqaddimah, vol. 2, chap. 6.

[62] ابن تیمیہ، مقدمہ۔ زرکشی، البرہان۔ سیوطی، الاتقان۔

کتابیات (Bibliography)

اردو و عربی مصادر

القرآن الکریم۔
ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ مقدمہ فی اصول التفسیر۔ تحقیق: عدنان زرزور۔ بیروت: دار القرآن الکریم، 1972ء۔
ابن قتیبہ، عبد اللہ بن مسلم۔ تاویل مشکل القرآن۔ تحقیق: احمد صقر۔ قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1954ء۔
ابن مجاہد، احمد بن موسیٰ۔ کتاب السبعۃ فی القراءات۔ تحقیق: شوقی ضیف۔ قاہرہ: دار المعارف، 1972ء۔
ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ تحقیق: سامی بن محمد سلامہ۔ ریاض: دار طیبہ، 1999ء۔
ابو زید، نصر حامد۔ مفہوم النص: دراسۃ فی علوم القرآن۔ قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990ء۔
ابو عبید، قاسم بن سلام۔ فضائل القرآن۔ تحقیق: مروان العطیہ و دیگر۔ دمشق: دار ابن کثیر، 1995ء۔
ابو عبیدہ، معمر بن المثنیٰ۔ مجاز القرآن۔ تحقیق: فواد سزگین۔ 2 جلدیں۔ قاہرہ: مکتبہ الخانجی، 1954–1962ء۔
باقلانی، ابوبکر محمد بن الطیب۔ اعجاز القرآن۔ تحقیق: سید احمد صقر۔ قاہرہ: دار المعارف، 1963ء۔
بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر۔ بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ
ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ جامع الترمذی۔ تحقیق: بشار عواد معروف۔ 6 جلدیں۔ بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1996ء۔
الدانی، ابو عمرو عثمان بن سعید۔ التیسیر فی القراءات السبع۔ تحقیق: اوتو پریتزل۔ استنبول: مطبعۃ الدولۃ، 1930ء۔
ذہبی، محمد حسین۔ التفسیر والمفسرون۔ 3 جلدیں۔ قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 2000ء۔
رازی، فخر الدین۔ مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ
زرقانی، محمد عبد العظیم۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ 2 جلدیں۔ قاہرہ: مطبعہ عیسیٰ البابی الحلبی، س ن۔
زرکشی، بدر الدین۔ البرہان فی علوم القرآن۔ تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم۔ 4 جلدیں۔ قاہرہ: دار احیاء الکتب العربیۃ، 1957ء۔
سیوطی، جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ تحقیق: محمد ابو الفضل ابراہیم۔ 4 جلدیں۔ قاہرہ: الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1974ء۔
سیوطی، جلال الدین۔ التحبیر فی علم التفسیر۔ تحقیق: فتحی عبد القادر فرید۔ ریاض: دار العلوم، 1982ء۔
شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم۔ الموافقات فی اصول الشریعہ۔ تحقیق: مشہور حسن آل سلمان۔ الخبر: دار ابن عفان، 1997ء۔
شافعی، محمد بن ادریس۔ الرسالہ۔ تحقیق: احمد محمد شاکر۔ قاہرہ: مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، 1940ء۔
شاہ ولی اللہ دہلوی۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ عربی ترجمہ: سلمان الحسینی الندوی۔ طبع دوم۔ قاہرہ: دار الصحوۃ، 1986ء۔
صبحی صالح۔ مباحث فی علوم القرآن۔ بیروت: دار العلم للملایین، 1977ء۔
طبری، محمد بن جریر۔ جامع البیان عن تاویل آی القرآن۔ تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی۔ قاہرہ: ہجر، 2001ء۔
فراء، ابو زکریا یحییٰ بن زیاد۔ معانی القرآن۔ تحقیق: احمد یوسف نجاتی و دیگر۔ 3 جلدیں۔ قاہرہ: دار الکتب المصریۃ، 1972–1955ء۔
القرضاوی، یوسف۔ کیف نتعامل مع القرآن العظیم۔ قاہرہ: دار الشروق، 1999ء۔
القطان، مناع۔ مباحث فی علوم القرآن۔ ریاض: مکتبۃ المعارف، 2000ء۔
واحدی، ابو الحسن علی بن احمد۔ اسباب النزول۔ تحقیق: عصام بن عبد المحسن الحمیدان۔ دمام: دار الاصلاح، 1992ء۔

Al-A'zami, Muhammad Mustafa. The History of the Qur'anic Text from Revelation to Compilation: A Comparative Study with the Old and New Testaments. Leicester: UK Islamic Academy, 2003.

Berg, Herbert. The Development of Exegesis in Early Islam: The Authenticity of Muslim Literature from the Formative Period. Richmond: Curzon, 2000.

Burton, John. The Collection of the Qur'ān. Cambridge: Cambridge University Press, 1977.

Al-Ghazali, Abu Hamid. The Jewels of the Qur'an: Al-Ghazali's Theory. Translated by Muhammad Abul Quasem. Kuala Lumpur: University of Malaya Press, 1977.

Gilliot, Claude. "Exegesis of the Qur'ān: Classical and Medieval." In Encyclopaedia of the Qur'ān, edited by Jane Dammen McAuliffe, 2:99–124. Leiden: Brill, 2002.

Hallaq, Wael B. A History of Islamic Legal Theories: An Introduction to Sunni Usul al-Fiqh. Cambridge: Cambridge University Press, 1997.

Ibn Khaldun. The Muqaddimah: An Introduction to History. Translated by Franz Rosenthal. 3 vols. Bollingen Series 43. New York: Pantheon Books, 1958.

Iqbal, Muhammad. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. Edited by M. Saeed Sheikh. Stanford: Stanford University Press, 2013.

Jansen, J. J. G. The Interpretation of the Koran in Modern Egypt. Leiden: Brill, 1974.

Jeffery, Arthur. Materials for the History of the Text of the Qur'ān: The Old Codices. Leiden: Brill, 1937.

Madigan, Daniel A. The Qur'an's Self-Image: Writing and Authority in Islam's Scripture. Princeton: Princeton University Press, 2001.

Maududi, Sayyid Abul A'la. Towards Understanding the Qur'an. Translated and edited by Zafar Ishaq Ansari. Vol. 1. Leicester: Islamic Foundation, 1988.

Mir, Mustansir. Coherence in the Qur'an: A Study of Islahi's Concept of Nazm in Tadabbur-i Qur'an. Indianapolis: American Trust Publications, 1986.

Motzki, Harald. "The Collection of the Qur'ān: A Reconsideration of Western Views in Light of Recent Methodological Developments." Der Islam 78, no. 1 (2001): 1–34.

Nöldeke, Theodor, Friedrich Schwally, Gotthelf Bergsträsser, and Otto Pretzl. The History of the Qur'ān. Edited and translated by Wolfgang H. Behn. Leiden: Brill, 2013.

Rahman, Fazlur. Islam and Modernity: Transformation of an Intellectual Tradition. Chicago: University of Chicago Press, 1982.

Rahman, Fazlur. Major Themes of the Qur'an. Minneapolis: Bibliotheca Islamica, 1980.

Rippin, Andrew. "The Exegetical Genre asbab al-nuzul: A Bibliographical and Terminological Survey." Bulletin of the School of Oriental and African Studies 48, no. 1 (1985): 1–15.

Saeed, Abdullah. Interpreting the Qur'an: Towards a Contemporary Approach. London: Routledge, 2006.

Schoeler, Gregor. The Oral and the Written in Early Islam. Translated by Uwe Vagelpohl. Edited by James E. Montgomery. London: Routledge, 2006.

Sezgin, Fuat. Geschichte des arabischen Schrifttums. Vol. 1, Qur'ānwissenschaften, Ḥadīṯ, Geschichte, Fiqh, Dogmatik, Mystik bis ca. 430 H. Leiden: Brill, 1967.

Sinai, Nicolai. The Qur'an: A Historical-Critical Introduction. Edinburgh: Edinburgh University Press, 2017.

Usmani, Muhammad Taqi. An Approach to the Qur'anic Sciences. Translated by Muhammad Swaleh Siddiqui. Revised by Shaakir Siddiq Jakhurah. Karachi: Darul Ishaat, 2016.

Wansbrough, John. Quranic Studies: Sources and Methods of Scriptural Interpretation. Oxford: Oxford University Press, 1977.